آزادئ اظہار اور نفریت آمیزی گفتگو کے درمیان اسلام

ایرانی مذہبی عالم موحسن کادیور لکھتے ہیں کہ دیہریوں کی ہلاکت کو ختم کر دینا چاہئے لیکن مذہب کی توہین کرنا ایک جرم ہونا چاہئے.

سب سے پہلے تو ہمیں قران اور رسول کی صحیح احادیث کے اصولوں پر قائم اسلام اور شریعت والے اسلام کے درمیان فرق رکھنا چاہئے. پہلے میں آزادی اظہار رائۓ اور مذہبی آزادی کا تحفظ ہے. دوسرے میں ان آزادیوں پر کافی حدود موجود ہیں.

١. شریعت میں آزادی اظہار رائۓ پر حدود

شریعت والے اسلام میں کسی دیہرئے کی سزا موت ہے. مذہبی عقائد کی توہین اور ان کا مزاق اڑانے کی سزا بھی موت ہے. کچھ فقہاء کے مطابق ان جرائم کی شناخت اور ان کی سزا پر عمل درآمد کرنا عوام کی ذمہ داری ہے. اس زاویے کے مطابقتعزیر جیسی سزائیں اور مذہبی عقائد پر عمل درآمد اور مذہب میں ممنوع چیزوں سے لوگوں کو زبردستی بچانا جائز ہے. کسی بھی اور قسم کی مذہبی سوچ کا فروغ منع اور نقصان دہ سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کے دوسرے اسلامی فرقوں اور مسلمان فلسفیوں اور عالموں کے کام و سوچ بھی. اور ایسی کتابوں یا دوسری ثقافتی چیزوں کو چھاپنا بھی منع ہے جو کسی دوسرے فرقے کو فروغ دیتی ہوں.

٢. اسلام میں آزادی اظہار رائۓ کے اصول

اس کے برعکس، وہ اسلام جو کہ قران اور رسول اور ان کی آل کی صحیح حدیث میں دیے گئے اصولوں پر قائم ہے اس کی یہ اصناف ہیں:

ا) حالانکہ اسلام اپنے آپ کو سچا مذہب مانتا ہے، یہ دنیا میں مذاہب اور خیالات، جیسے سچ اور جھوٹ، اور یہاں تک کہ توہین مذہب، متعدد خداؤں کو ماننا اور خدا کو نہ ماننا، کی متنوعی کا بھی اعتراف کرتا ہے. اس لئے اس نے ان سب چیزوں کی سچائی کا حتمی فیصلہ قیامت کے دن کے لئے چھوڑ دیا ہے.

ب) لوگوں کو اپنے مذہب اور عقائد چننے کی آزادی حاشل ہے اور کسی پر بھی کوئی مذہب ماننے یا انکار کرنے کی زبردستی نہیں ہے.

ث) کسی کو بھی اس زندگی میں اس چیز پر سزا نہیں ملنی چاہئے کہ وہ ایک مخصوص مذہب پر یقین رکھتا ہے. جرم ایک عمل کا ہوتا ہے کسی مخصوص عقیدے یا مذہب کا نہیں.

ڈ) مذہب بدلنے پر یا اسلام چھوڑنے پڑ کسی کو بھی سزا نہیں ہونی چاہئے. اسلام چھوڑنے پر کسی قسم کی دنیاوی سزا، جیسے کے موت، کا لاگو کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے.

ای) کسی پر بھی اسلامی فرائض ادا کرنے کے لئے زبردستی نہیں کی جا سکتی اور نا ہی ممنوع کاموں سے رکنے کی.

ف) مذہبی عقائد کی تنقید ایک آزاد اسلام کے اندر مکمل طور پر جائز ہے اور اس پر کوئی سزا نہیں، نا ہی اس دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں.

ج) بشمول اسلام مذہبی عقائد کی توہین کرنا اور ان کا مذاق اڑانا غلط فعل ہے اور اس کے ماننے والوں کی عزت کی خلاف ورزی ہے. قران کے مطابق جو لوگ خدا کو نہیں مانتے ان کے عقائد کا مزاق اڑانا بھی منع ہے.

۳. مذہب کی توہین نفرت آمیز گفتگو کے طور پر

عالمی معاہدہ براۓ انسانی و سیاسی حقوق کی شق ۲۰ کے مطابق "کسی بھی ایسی نفرت آمیز چیز کا فروغ جو مذہب، قومیت یا نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک، جارحیت یا تشدد کی طرف اکسائے، اس کو قانوناً ممنوع ہونا چاہی" اور کیوں کے مذہبی عقائد کی توہین کرنا 'نفرت آمیز گفتگو' کے زمرے میں آتا ہے اس لئے اس کو ایک جرم سمجھنا چاہئے. جنھوں نے اس جرم کا ارتقاد کیا ہے ان کا ایک سول عدالت میں جیوری کی موجودگی میں مقدمہ ہونا چاہئے. اور اس جرم کی سزا ہرگز موت نہیں ہے.

اس بات پر بین الاقوامی راۓ عامہ متفق ہے کہ 'نفتر آمیز گفتگو' قانونی طور پر ممنوع ہونی چاہئے اور کہ ایسی ممنوعات آزادی اظہار راۓ کی گارنٹیوں سے بڑھ کر ہیں. ترقی شدہ ممالک میں امریکا اس بات میں منفرد ہے کہ ادھر قانون کے مطابق نفرت آمیز گفتگو کی ریگولیشن آزادی اظہار راۓ کے برعکس سمجھی جاتی ہے. مثال کے طور پر برطانیہ میں کئی قوانین لوگوں کے مختلف گروہوں کو نفرت آمیز گفتگو سے بچاتے ہیں. یہ قوانین ایسی مواصلات پر پابندی لگاتے ہیں جو نفرت آمیز، دھمکی شدہ، توہین آمیز ہو یا جو کسی فرد کو مذہب کی بنیاد پر نشانہ بنائے. نفرت آمیز گفتگو کی سزا مالی جرمانہ اور جیل دونوں ہو سکتی ہیں.

ایک طرف تنقید اور دوسری طرف خدا کو نہ ماننے والے جارحانہ لوگوں کی مذہبی عقائد کی توہین اور مذاق سے قدامت پسند موتقین ہمیشہ کلیش کرتے رہیں گے.

ایک سمجھدار دنیا کے لئے انسانوں کے درمیان باہمی احترام بہت ضروری ہے. کسی کے عقائد (جیسے کے قران اور رسول) کا مذاق اڑانا اور پھر دنیا کی ایک چوتھائی عوام کے قدامت پسند موتقین میں سے کسی ایک کی بھی طرف سے جارحانہ اور شدت پسند رد عمل کی توقع نہ کرنا بلکل غلط ہے.

عقیدے اور نا ماننے کے درمیان کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کے تنقید اور توہین کے درمیان فرق کیا جائے. یہ فرق

جگہ اور ثقافتی سمجھداری کے مطابق مختلف ہو گا. کئی ترقی پزیر ممالک میں تنقید کو توہین کے طور پر دیکھا جاتا ہے جب کہ کئی ترقی یافتہ ممالک میں توہین کو تنقید سمجھا جاتا ہے. اس پورے معاملے اور اس میں متنوعی کو سمجھنے کے لئے سنجیدہ تحقیقی کام کی ضرورت ہے. ایک ڈائنیمک اور سمجھدار دنیا اسی وقت بنائی جا سکتی ہے جب لوگ دوسرے کے آزادی اظہار رائۓ اور کسی بھی عقیدے کی پیروی کرنے کے حق کو مانیں گے.

اگر کسی روایتی موتقد کو کسی اور کو زبردستی اپنے عقیدے پر یقین کرانے کی اجازت نہیں تو پھر خدا کو نہ ماننے والوں کو بھی اپنے عقیدے کو زبردستی ایک عالمی شکل دینے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے. انسانی حقوق کے عالمی اعلانیہ کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک عالمی اعلانیہ برائۓ مذہبی فرائض و زمہ داریوں کی بھی ضرورت ہے جو کہ ہر قسم کے تشدد، توہین اور نفرت آمیز گفتگو کے خلاف ہو.

جس طرح مذہب کو چھوڑنے والے کے لئے سزائۓ موت کو ختم ہو جانا چاہئے، اسی طرح مذہب و خدا کو نہ ماننے والوں کی طرف سے مذہب کی توہین اور مذاق اڑانے کو بھی جرم قرار دینا چاہئے. موتقدین اور نہ ماننے والوں کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کے تنقید کرنے کی آزادی دونوں کے فائدے میں ہے. باہمی عزت پر مبنی ایک صحت مند اور مثبت مقابلہ مسلمانوں اور دوسرے عقائد و مذہبوں کے ماننے والوں کے لئے واحد قابلِ دفاع راستہ ہے.

٤. تین اصول

میرے مطابق نیچے دیے گئے تین اصول ایک طرف ’موتقد کی عزت کرنا لیکن ضروری نہیں کے عقیدے کے مواد کی بھی عزت ہو‘ اور دوسری طرف اسلام اور آزادی اظہار رائۓ دونوں میں ہم آہنگی کے لئے بہترین گائیڈ ہیں:

١. مذہبی عقائد کی تنقید کی آزادی

٢. مذہبی اور خدا کو نا ماننے والوں کے عقائد کی توہین کو نفرت آمیز گفتگو کے طور پر ممنوع کرنا

٣. مذہب چھوڑنے پر سزا کو ختم کرنا اور خاص طور پر سزائۓ موت کو.

اشاعت کی تاریخمارچ 12, 2012